

صلى الله عليه وسلم
حَيَاتِ النَّبِيِّ

ترجمہ
تحفتا الفحول
استغاثتہا الرسول
از

حضرت محدث اعظم مولانا مولوی محمد ایوب صاحب
حقی پشاور می (مرحوم)

مترجم

الغیر، مورخ و مشاعرہ قاضی حسین
نمبر: ۱۰، بازار اشاعت و تبلیغ اسلام
مولانا قاضی حسین علی بازار کلاں پشاور

مَعْنُون

اس کوشش کو اپنے استاذ محترم، عالم اہل
فاضل اہل، شیخ التفسیر و الحدیث، خطیب اسلام
حامل علوم تصوف حضرت مولانا مولوی الحاج حافظ
گل فقیر احمد صاحب خلیفہ مجاز حضرت قبلہ عالم
گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی و اسم گرامی معنون کیا ہوا
گر قبول افتد زہے عز و شرف

سب درگاہ عالیہ قادریہ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ
(فقیر) سید محمد امیر قادری
یکہ قوت پشاور
۱۵ شعبان المعظم ۱۳۸۲ھ

پیش لفظ

عزیز حکیم کی متعدد آیاتِ کریمہ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
 عننتِ احادیثِ مبارکہ سے انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات
 بعد الممات کا ثبوت ملتا ہے۔ پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سید المرسلین
 عالمِ علومِ اولین و آخرین، شفیع المذنبین، رحمتہ للعالمین، احمد مجتبیٰ احقر
 محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات بعد از وصال ایک ایسا مسئلہ
 ہے جس پر صحابہ کرام، اہلبیتِ عظامۃ الباعین، تبع تابعین، ائمہ کرام اور
 ہر دور کے علمائے راہِ حقین متحد و متفق ہیں۔ گذشتہ چودہ سو سال
 میں امتِ محمدیہ کی بے شمار برگزیدہ ہستیاں خواب اور عالمِ بیداری
 میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رنجِ الوری کی زیارت
 سے مشرف ہو چکی ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ عنایت
 اپنے غلاموں پر تاحال جاری ہے۔ اور تا ابد جاری و ساری رہے گی۔
 اس موضوع پر سرحد کے حلیب القدر عالمِ دین، محدثِ اعظم،
 فقیہِ اہم حضرت مولانا مولوی محمد ایوب صاحب پشاوری رحمۃ اللہ
 علیہ (۱۲۵۰ھ - ۱۳۳۵ھ) نے ایک مستند کتاب "تحفۃ الفحول
 فی استغاثۃ بالرسول" کے نام سے ۱۳۲۸ھ میں تالیف
 فرمائی جس میں قرآن مجید احادیثِ مبارکہ، آثار صحابہ و تابعین اور علمائے
 مسترشدین کے اقوال کی روشنی میں مسئلہ مذکورہ کی وضاحت فرمائی۔
 لیکن یہ کتاب عربی میں ہونے کی وجہ سے عوام الناس کے استفادے سے

بابہ تھی۔ اور حالات کا تقاضا تھا کہ اسے عوام کے مطالعے میں لا کر ان
شکوک و شبہات کو دور کیا جائے جو کہ دشمنان اسلام حیات النبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں پیدا کر کے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش
کر رہے ہیں۔

چنانچہ عصر حاضر کی نابغہ روزگار شخصیت، بقیۃ السلف، حجتہ
الخائف معروف روحانی پیشوا، جید عالم دین، مایہ ناز محقق، بلند پایہ
مؤرخ، انسان کامل سیدنا، استادنا و مرشدنا الحاج سید
محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی سجادہ نشین ابوالبرکات حضرت
سید سن صاحب قادری گیلانی نے مذکورہ بالا کتاب کو "حیات
النبی" کے عنوان سے ۱۳۵۲ھ ہجری میں اردو کے قالب میں لکھا
اور اسی سال اسے شائع بھی فرمایا۔ یاد رہے کہ مولانا مرحوم
مولوی محمد ایوب صاحب قبلہ شاہ صاحب مدظلہ العالی کے
دو واسطوں سے استاد بھی ہیں۔ اس طرح آپ نے تقریباً
چھیا سٹھ برس بعد اپنے استاد بزرگ کا فیض عام فرمایا۔
چونکہ یہ کتاب کافی عرصہ سے نایاب تھی۔ جبکہ اس کی ضرورت
اور ضرورت اور پاکستان میں بڑی شدت پیدا ہو چکی تھی۔ اس لئے
ادارہ اشاعت و تبلیغ اسلام کے ناظم اعلیٰ جناب الحاج تنویر
احمد صاحب قادری نے اسے تقریباً ۳۲ برس کے بعد دوبارہ
شائع کرنے کا اہتمام کیا۔ برادر تم تنویر احمد صاحب قادری سے
اسلام کا بڑا درد رکھتے ہیں اور مسک حق اہل سنت و عجم

کے فروغ کے لئے بہترین مصروف رہتے ہیں۔ اس مقصد کیلئے
شاعت و تبلیغ اسلام کے نام سے ایک ادارہ چلا رہے ہیں۔
دارے کی اپنی ایک لائبریری بھی قائم کر رکھی ہے جس میں
بیش قیمت ذخیرہ کتب جمع کیا گیا ہے۔

ادارہ ہذا کی طرف سے مختلف اسلامی موضوعات پر
لٹریچر مفت تقسیم کرتے رہتے ہیں۔ اب تک جو ایس (۲۲)
مطبوعات عوام کو مہیا کی جا چکی ہیں۔ اور یہ زیر نظر کتاب اعلیٰ
کی سینٹال بیس میں، اشاعت ہے جو کہ عید میلاد النبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے مبارک موقع پر غلامان و محبان مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کی جا رہی ہے۔
اللہ تبارک و تعالیٰ ادارہ اشاعت و تبلیغ الاسلام کے
یہ عقیدت بھری کاوش اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول فرمائے۔ محرم
و محرم جناب تنویر احمد صاحب قادری اور ادارے کے دیگر
اراکین و معاونین کے لئے اسے دنیوی کامیابی اور آخروی
فلاح و نجات کا ذریعہ بنائے۔ اور انھیں توفیق عطا فرمائے کہ
وہ اسی جذبہ، لگن اور سرشاری سے دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت
کا کام جاری رکھیں۔ آمین ثم آمین و بجاہ سید المرسلین
سید محمد انور شاہ قادری
۳۳ (تین) ربیع الاول شریف ۱۴۱۲ھ
بروز اتوار بوقت ساڑھے چھ بجے عصر

تعارف

اگرچہ صوبہ سرحد کی تاریخ کے اوراق ان علماء کرام اور مشائخ عظام
کی مبارک زندگیوں سے یکسر خالی پڑے ہوئے ہیں۔ جنہوں نے اپنی انتہائی
کوششوں اور کاوشوں سے اس شجرہ طیبہ (دین اسلام) کی تشریح و
حدیث کی اشاعت کے آبیاری کی۔ اپنی زندگی کے آرام و آسائش کو اسی
درخت مبارکہ کی پرورش کرنے پر تھپا ور کیا۔ اپنی جانوں کو جو کھوں میں لکر
اس کی حفاظت کی، ہر کفر و شرک، بدعات سیئہ، اور رسم و رواج سے تخریب
تقریر اور عملی طور پر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ذریعہ انتہائی سعی
کرنے محفوظ رکھنے کی امکانی کوشش کی، لکن

ان علماء کرام کے شاگردان رشید اور مشائخ کرام کے خلفاء عظام ایک
جیتی جاگتی پاکیزہ زندگی لئے ہوئے صوبہ سرحد کے شہر شہر، گاؤں گاؤں
قریب قریب میں موجود ہیں۔ اپنی لہوس قدسیہ کی برکت ہے۔ کہ آج
جگہ جگہ تشریح و حدیث کے درس جاری ہیں۔ ہدایت و معرفت کی
مشعلیں فروزاں ہیں۔ بہت و استقامت کے پیکر اپنی بی بیعت
اور کم مائیگی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے تشریح و حدیث کی ترویج و اشاعت
میں مصروف ہیں۔

جبکہ دہلی میں حضرت علامہ امام شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ موطا امام مالک کی تشریح مصنفی امسویٰ فارسی و عربی میں لکھے تھے عین اسی وقت یعنی ۱۱۳۱ھ میں حضرت شیخ المشائخ محدث جلیل قطب الاقطاب علامہ اجل سید شاہ محمد عیوث صاحب بن ابوالہرکات سیدکن صاحب قادری بخاری شریف کی مفصل تشریح فارسی میں تحریر فرما رہے تھے۔ اور حدیث شریف کا درس دے رہے تھے۔ نیز آپ کے بھائی حضرت صدر المدینین شیخ الحدیث علامہ سید زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ ۵۵ برس تک یعنی ۱۱۱۴ھ سے لیکر ۱۱۶۹ھ تک پشاورد اور ہزارہ میں صحاح کا درس فرماتے رہے۔

حضرت علامہ شیخ اکمل سید میرعلی شاہ صاحب ۱۲۲۷ھ سے لیکر ۱۲۴۵ھ تک کشمیر، پنجاب اور ہزارہین درس حدیث دینے کے بعد ۱۲۴۸ھ سے لیکر ۱۲۶۹ھ تک مستقل طور پر پشاورد شہر میں حدیث شریف کا درس پڑھاتے رہے۔ آپ کے جلیل القدر فرزند حضرت علامہ سید غلام حسا۔

۱۷ آپ کی وفات ۱۲ ربيع الاول ۱۱۵۲ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار لاہور میں دہلی دروازہ کے باہر مرجع خلافت ہے۔

۱۸ آپ کی وفات ۱۱۶۹ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار ضلع ہزارہ، جویلیاں سے دو میل اُدھر سلطان پور میں مرجع خلافت ہے۔

المعروف میرحجی صاحب ۱۲۶۹ھ سے لیکر ۱۲۸۲ھ تک قرآن و حدیث کا درس پڑھاتے رہے۔ اس دور میں پشاورد شہر علم و عرفان کا مرکز تھا جس طرف بھی نظر اٹھتی ہے تو علم و عرفان کے آفتاب نظر آتے ہیں جو کہ سترکان و حدیث اور فقہ حنفی کو اپنی عالمانہ ضیاء باریوں سے منور کر رہے ہیں اور گمشدہ باقیات کو اپنی نورانی مشاعروں سے راہ ہدایت کی طرف رہنمائی کر رہے ہیں۔ عقائد حقہ اہل سنت و جماعت کے یہ وہ مضبوط و مستحکم قلعے تھے کہ جب بھی کبھی عقائد باطلہ کا گھنرا سیلاب اٹھا، تو ان قلعوں سے ٹکرا کر خود بخود پاش پاش ہو گیا۔ پشاورد ان علمار ربانین کے وجودوں سے بقیۃ نور بنا ہوا تھا۔

پشاورد شہر میں استاد الاساتذہ عمدۃ المحدثین، علامہ دوران واعظ خورشیدیان شامی صحیح البخاری حضرت حافظ محمد حسن صاحب المعروف حافظ دراز صاحب محدث جلیل عالم اجل فاضل اکمل مولانا مولوی مفتی محمد حسن صاحب ساکن کٹلہ رشید خان علاقہ گنج پشاورد قطب وقت سند المحدثین مولانا مولوی حافظ مفتی محمد عظیم صاحب المعروف حافظ جی صاحب گنج والے، مفسر قرآن شارح حدیث مولانا بالفصل اولنا حضرت حافظ غلام حبیب اللہ صاحب المشہور میاں صاحب آسیا والے، حضرت عظیم البرکت مولانا مولوی مفتی برکت اللہ صاحب کیمپور پشاورد لے المتوفی بروز ہفتہ ۸ شعبان ۱۲۸۲ھ تکہ المتوفی، ۱۲۶۵ھ۔ تکہ المتوفی بروز بدھ، ۹ شوال ۱۲۸۵ھ۔ تکہ المتوفی، ۱۲ جمادی الاول ۱۲۸۵ھ۔

حضرت عمدة المفسرین والمحدثین فقیہ عصر خطیب اسلام۔ شاعر
بے بدل، صوفی باصفا، استاذ الاساتذہ میاں نعیر احمد صاحب
المعروف "میاں صاحب فقہ خوانی" حضرت علامہ سید اسوات
فخر علی مولانا مولوی سید اکبر شاہ صاحب ساکن بھانہ ڈاڑی، پشاور
حضرت شیخ المشائخ علامہ وقت قطب ارشاد حضرت سید اکبر شاہ صاحب
المعروف "آغا پیر جان صاحب" یکہ قوت پشاور حضرت علامہ مولانا مولوی
مفتی محمد غنیو رضا صاحب چاہ کال پشاور حضرت محدث کبیر، استاذ الاساتذہ
فقیہ عصر مولانا مولوی پیر علی شاہ صاحب ڈھکی نعلبن دی پشاور حضرت
مولانا مولوی صاحبزادہ شمس الدین صاحب موجی پورہ پشاور، حضرت
محدث جلیل مولانا مولوی عبدالرب صاحب ساکن موضع داہنگی پشاور
صاحبان درس و افتائے، یہ تو صرف پشاور کی کیفیت ہے، کہ تقریباً
بر علاقہ میں علماء کرام و متران و حدیث اور دوسرے علوم متداولہ کی ترویج
و اشاعت میں مصروف نظر آ رہے ہیں۔

معلوم نہیں کہ باقی صوبہ سرحد میں کتنے علماء کرام کس کس مقام پر یہ
خدمت سر انجام دے رہے ہوں گے، تاریخ کا طالب علم اگر صوبہ
۱۰۔ المتوفی ۸۔ رجب المرجب، بروز شنبہ ۱۳۳۵ھ۔ ۱۱۔ المتوفی،
۱۲۔ رجب المرجب، بروز شنبہ ۱۳۳۵ھ، ۱۳۔ المتوفی، ۱۴۔ جمادی الثانی، بروز شنبہ ۱۳۳۵ھ

سرحد کے اس تاریخی پہلو پر کچھ بھی محنت کرے۔ تو علماء اور مشائخ
کی مکمل تاریخ مرتب ہو سکتی ہے۔ اور یہ متران، حدیث اور فقہ کی
اس علاقہ میں جو اشاعت ہوئی ہے، اس کی بھی ایک تاریخ بن جائے گی
نیز یہ ایک نہایت ہی اہم خدمت ہوگی، یہ انتہائی بد قسمتی اور افسوس
کی بات ہے کہ یہاں کے علماء اور مشائخ جنہوں نے اس علاقہ میں مذہبی
تعلیمی بیداری کے ساتھ سیاسی بیداری بھی پیدا کی، کوئی تاریخی
دستاویز نہیں، کاش کہ کوئی بالغ نظر عالم صوبہ سرحد کے اس اہم تاریخی
پہلو پر توجہ کرے۔ ۹۔

۱۳۹۰ھ سے لیکر ۱۳۳۵ھ تک پشاور شہر اور صوبہ سرحد
میں محدث جلیل، مفسر عظیم حضرت علامہ مولانا مولوی محمد ایوب صاحب
نور اللہ مرقدہ علماء کرام کی صف اول میں نظر آتے ہیں۔ آپ پشاور شہر
سے مشرقی جانب تقریباً ۱۵ میل کے فاصلہ پر موضع زئی چارباغ
علاقہ اکبر پورہ میں حضرت مولانا لطیف اللہ صاحب کے گھر ۱۳۳۵ھ
میں تولد ہوئے، آپ قبیلہ بے سود سے تعلق رکھتے ہیں، چونکہ آپ کے
لے چونکہ اس وقت یہ فقیر آپ ہی کے ایک رسالہ تحفۃ العجول فی الاستفاضة
بالرسول کا ترجمہ عربی سے اردو میں ہدیہ ناظرین کر رہا ہے، اسلئے
ضروری ہے کہ آپ کی ذات گرامی مرتبت کا تعارف کرایا جائے۔

والد علماء کے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ اور خود بھی عالم تھے۔ لہذا آپ کی تعلیم و تربیت پر انہوں نے پوری پوری توجہ دی۔

مولانا محمد الیوب صاحب ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد صوبہ سرحد کے مشاہیر علماء کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور علوم متداولہ کی تکمیل کی۔ جناب حضرت شیخ اکل، علامہ صاحبزادہ صاحبہ اتمان زئی (علاقہ چارسدہ) اور حضرت استاذ کل مولانا مولوی سعید احمد صاحب المشہود "کافر ڈھیری مولانا صاحب" کی خدمت میں حاضر ہو کر علوم متداولہ کی تکمیل کی۔ حضرت علامہ محدث جلیل "مولانا صاحب ڈاگی یار حسین" کی خدمت میں رہ کر حدیث شریف کی تکمیل کی۔

جب آپ نے ان اکابر و اعظم علماء سے علوم اسلامیہ سے فراغت حاصل کر لی۔ تو حرمین شریفین میں تشریف لے گئے۔ وہاں کے محدثین کرام سے حدیث شریف پڑھ کر سند حدیث حاصل کی۔ اسی لئے آپ کے "سند مبارک" سند گلی کہلاتی ہے۔ جو مسما ہے ثبت امیری سے، اس سند حدیث کی صرف دو نقلیں ہوئیں جو کہ بطور سند ایک اس فقیر کے استاذ محدث اعظم، فقیہ بے نظیر خطیب اسلام لہ آپ علم منقول و معقول میں یگانہ روزگار تھے۔ آپ نے میرزا ہدایت اللہ میرزا ہدایت اللہ امور عامہ پر بہترین حواشی لکھے ہیں۔

حضرت علامہ حافظ گل فقیر احمد صاحب مدظلہ العالی اور دوسری عمومی محترم عالم و فاضل، فخر علماء، سید السادات حضرت آت سید مقبول شاہ صاحب ساکن چاہ کالا پشاور نور اللہ مرقدہ کو مرحمت فرمائیں۔ آپ چار بار زیارت بیت اللہ شریف سے مشرف ہوئے۔ اور آخری بار دو برس تک کاشانہ اقدس حضور شفیع المذنبین صاحب لوار احمد، مالک شفاعت کبریٰ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب درس حدیث شریف پڑھایا۔

حرمین شریفین سے واپس تشریف لا کر پشاور شہر میں مستقل سکونت اختیار کی۔ پشاور کے مشہور تاجر سیٹی کریم بخش مرحوم نے آپ کو مدرسہ تعلیم القرآن "محلہ جٹان پشاور" میں صدر مدرس بنایا۔

۱۲۹۵ھ سے ۱۳۵۵ھ تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف کی اشاعت و ترویج آپ ہی کی ذات ستودہ صفا کی کوششوں کی زمین منت ہے۔ صوبہ سرحد افغانستان، بخارا، غزنی، ہرات، قندھار، وزیرستان، سوات، باجوڑ، اور تمام لہ حضرت گرامی مرتبت نے بحال شفقت و مہربانی اس فقیہ کو جو کہ اس قابل نہ تھا۔ ۲۷ رجب المرجب ۱۳۸۲ھ بروز منگل اجازت حدیث مرحمت فرمائی۔ اور اپنے برخدار حافظ عالم و فاضل مولوی بشیر احمد صاحب مولانا مولوی حافظ عبدالحامد صاحب کی حواشی لکھائی۔

علاقوں سے سینکڑوں طلباء آپ کے درس میں حاضر ہوئے اور فارغ التحصیل ہو کر لوگوں کی ہدایت کا سبب بنے، آپ ہی کی ذات گرامی مثنیٰ جس کی سعی سے ان علاقوں میں حدیث مبارکہ کی ایمان افروز مشعلیں روشن ہوئیں، اور علم و حکمت کے دریا بہے، مثلاً لکھنؤ علوم اسلامیہ سیراب ہوئے۔ آپ کے شاگردوں میں جلیل القدر علماء محدث، مفسر، فقیہ اور مفتی پیدا ہوئے۔ جن کے اسماء سے صوبہ سرحد کا ہر ایک شہری واقف ہے۔ شیخ الاسلام مفتی اعظم سرحد، فقیہ عصر حضرت غلامہ مولانا مولوی آقا سید حبیب شاہ صاحب خطیب جامع مسجد مہابت خان، استاذ محترم گرامی قدر عالی مرتبت، محدث اعظم خطیب اسلام، عالم علوم باطنی حضرت غلامہ مولوی گل فقیر احمد صاحب چشتی خطیب جامع میاں صاحب قصہ خوانی، حضرت محدث جلیل، فقیہ بے نظیر، شاعر بے بدل، نارف باللہ حضرت غلامہ مولانا مولوی سید مقبول شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، استاذ محترم عزت مآب شیخ المنقیر الحدیث صدر المدین، محدث عظیم، فقیہ اعظم، واعظ بے نظیر، حضرت مولانا مولوی صاحبزادہ حافظ علی احمد خان صاحب نقشبندی خطیب جامع کچہری بار، حضرت غلامہ استاذ عالم اجل، فاضل اکمل، مولانا مولوی عبد الجلیل صاحب صدر الحدیث ساکن اتمان زئی، حال صدر مدرس

صباح شریف دارالعلوم چارسدہ، حضرت علامہ مولانا مولوی علی اللہ صاحب المعروف "صریح مولانا صاحب" حضرت علامہ اجل مولانا مولوی سیف الرحمان صاحب المعروف میاں صاحب نصیر زئی دوآبہ، حضرت علامہ مولانا مولوی حافظ عبداللہ صاحب ساکن موضع لٹدی اور صوبہ سرحد کے مشہور و معروف عالم باعمل حضرت علامہ مولانا مولوی محمد غفران صاحب المشہور شہباز گڑھے مولانا صاحب، وغیرہ وغیرہ۔ عرضیکہ آپ کے شاگردوں نے بھی اپنی تمام عمر قرآن و حدیث اور علوم متداولہ کی تعلیم، اشاعت، اور خدمت دین محمدی کے لئے وقف کی۔ اور جو بقیہ حیات ہیں اس ذلت بھی دین اسلام کی خدمت پر کمر بستہ ہیں۔

سلسلہ درس تدریس کے ساتھ ساتھ حضرت مولانا محمد الیوب صاحب نے تصنیف و تالیف کو بھی جاری رکھا۔ چنانچہ آپ نے دینی کتب پر حواشی لکھے، شرح نخبۃ الفکر اور شرح تہذیب پر لکھے ہوئے حواشی طلباء کے لئے بہت نفع بخش ہیں۔ رسالہ ہدیۃ المسلمین لزیارۃ سید المرسلین مواہب المنان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان درالحکمة فی ظہر الجمجمہ، ہدیۃ النصیحہ فی الخلة والعزلة۔ شیون الادلة لروية الاهلة - حلیۃ الاولیاء وجلوة الاصفیاء۔

تحفة الفحول فی الاستغاثة بالرسول - اسی طرح
مختلف مسائل پر ناپ کے کئی رسائل لکھے ہوئے ہیں۔ اور آپ کی
تمام سخر میں عربی میں ہیں۔

بروز چہار شنبہ (بدھ) عشاء کی نماز کے دوران میں سجدہ کے اندر
بتاریخ ۷ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ میں آپ کی روح مبارک قفسِ عنبری سے
عالمِ جاوداتی کی طرف پرواز کر گئی۔ اس وقت آپ کی عمر ۸۵ برس تھی۔ اس
آفتابِ علم کو اپنے آبائی قبرستان موضع زخی چہار باغ میں دفن کیا گیا۔
آپ کے تین فرزند تھے۔ ایک تولدِ فوت ہوئے۔ دواہر جناب مولانا
محمد نعمان صاحب اور مولوی حکیم عبداللہ بنیالفا صاحب تھے۔ ہر دو عالم و فاضل
تھے۔ حکیم عبداللہ بنیالفا صاحب تو قومی اور سیاسی کارکن بھی تھے۔ اتنان زنی
میں حکمت کی دوکان کرتے تھے۔ آپ کے صاحبزادہ مولانا مولوی حکیم
عبدالباری صاحب والد کی جگہ حکمت کی دوکان کرتے ہیں اور مدرس
بھی ہیں۔

(فقیر) محمد امیر قادری
یکم شعبان ۱۳۸۲ھ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ
فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ
بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن
تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝

القرآن الحکیم
سورة الحجرات

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنَ الْقِسْمِ عَزِيزٌ
عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ
بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝

القرآن الحکیم
سورة التوبة

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الكريم المجيب دعاء المتضرع والصلوة
والسلام على رسوله الشفيح المشفع وعلى اله واصحابه
المتوسلين به في المهمات المستغيثين بحضرته في
انجاح الحاجات كيف لا وقد ارشدهم الله سبحانه
وتعالى بتوقيته ذاتة صلى الله عليه وسلم واتباع النور
المنزّل وجعلها وسيلة لفلاحهم وسبب صلاحهم في الدارين
اللّٰهُ تَعَالَىٰ فِي كِتَابِ بَيْن (قرآن مجید) میں ارشاد فرماتے ہیں فَالَّذِينَ
آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ
أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ پک ۱۸ ترجمہ: "تو وہ جو اس پر (محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم) ایمان لائیں، اور اس کی تعظیم کریں، اور اسے مدد دیں، اور اسے نور
یعنی قرآن مجید کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا، وہی باہر ہونے۔ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے ادب و احترام سے یہی ہے کہ مومن سید و عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کو ان کی بزرگانہ صفات اور اعلیٰ اوصاف کے ساتھ نہایت ہی تعظیم سے ندا کرے۔
اسی ضمن میں اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوق کو حکم دیا کہ "وَلَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ"

الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ لَكُنَّ عَاءَ لِبَعْضٍ لَمْ يَحْضَأْ تَرْجَمًا - رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا جو بیابان میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ (دُیْتِ ع ۹/۱۰) تمام اہل تفسیر نے فرمایا ہے۔ کہ حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ذاتی ناموں گرامی سے نہ آئے۔ جیسے تم لوگ باہم دگر ایک دوسرے کو ان کے ذاتی ناموں سے پکارتے ہو۔ لہذا آپ کو صلی اللہ علیہ وسلم یا محمد کہہ کر نہ آئے۔ بلکہ نہایت ہی تعظیم کرتے ہوئے "یا نبی اللہ یا رسول اللہ" کہہ کر پکارو، نیز یہ آجنا اب صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہے کہ آپ کا نام ہی و اسم گرامی سوائے ان دعاؤں کے جو ماثورہ ہیں، نہ پکارا جاوے، چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جب اہم مسئلہ کو سمجھ لیا تو مفسدین کی یہ جماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زندگی میں اور وصال کے بعد اسی طرح مخاطب کیا کرتے تھے۔ اور اس موضوع پر بکثرت احادیث صحیحہ جو کہ امت مرحومہ کے سرتاج صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخاطبہ کے بارے میں وارد ہیں۔

علامہ ابن شیخ اکمل جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب منتخب اکلیل فی معانی التنزیل میں ارشاد فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کے ظاہر الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد بھی ابنا تک اس طرح مدوامت کا حکم رکھتے ہیں جس طرح حیات مبارکہ میں تھے، بخاری شریف کی وہ روایت جو کہ آپ کے وصال کے متعلق ہے اس کی تائید کرتی ہے۔

اور دو روایت یہ ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس سے چادر کو ہٹایا جھک کر بوسہ دیا۔ روئے پھر فرمایا۔ یا نبی اللہ! میرا باپ آپ پر تشریف لایا، اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتوں جمع نہیں کرے گا۔ اور محدث ابن المثیر نے یہ عبارت زیادہ کی ہے جو کہ مواہب شریف میں ہے۔ "میں بھی اپنے پروردگار کے یاد فرماتا اور انام احمد کی روایت ہے۔" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر بوسہ دے کر فرمایا: ہائے نبی۔ دو بار بوسہ دے کر فرمایا، ہائے بزرگ، اور تیسری بار بوسہ دیکر فرمایا، ہائے دوست "جب حضرت ابو بکر کے کہنے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا حضرت عمر کو یقین آگیا تو حضرت عمر روئے اور کہا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فرمایا ہوں" حضرت ابو بکر اور حضرت عمر امت محمدیہ کے ائمہ دین اور خلفاء راشدین مہدیین سے ہیں، اور یقیناً ان پر دو گرامی قد جہنمات نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وصال کے بعد نہائی ان پر دو کی تخصیص پر کوئی قرینہ نہیں۔ بلکہ بغیر کسی شک و شبہ کے سوائے ان حضرات کے امت محمدیہ میں ہر ایک کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وصال کے بعد بھی پکارنا جائز ہے۔ نیز ابن المثیر نے جو عبارت زیادہ بیان کی ہے ان سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے وصال کے بعد امت عامتہ کا آپ سے استغاثہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ چونکہ حضرت ابو بکر

اور حضرت عمر خلفاء راشدین مہدیین سے ہیں۔ اور خلفاء راشدین دین اسلام کے احکام و مصالح کو تمام امت سے زیادہ جانتے اور سمجھتے ہیں۔ اس لئے ان کا ارشاد اور عمل تمام امت کے لئے قابل عمل ہے نیز اس لئے بھی قابل عمل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کہ تم پر لازم ہے کہ میری سنت اور میرے خلفاء راشدین المہدیین کی سنت کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔ الخ بلکہ نیک لوگوں سے استعاذت یعنی مدد طلب کرنا بھی جائز ہے۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں باقاعدہ طور پر ایک باب بعنوان الاستعاذۃ بالضعفاء والصالِحین باندھا ہے جس میں انہوں نے ایک حدیث بطریق مصعب کے نقل کی ہے کہ مصعب فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اهل تزيقون الابضعفاءکم ترجمہ: تم کو مذق نہیں دیا جاتا مگر تمہارے مسکینوں کی وجہ سے۔ حضرت امام بخاری نے آپ کو آپ کے وصال کے بعد ذکر کیے ہاں یہ حضرت انس سے ایک روایت بیان کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔ آپ کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہائے افسوس اے میرے باپ، آپ کے رب نے آپ کی دعائے قبول فرمائی۔ ہائے افسوس اے میرے باپ، آپ کی جگہ جنت الفردوس ہو جائے افسوس اے میرے باپ، آپ کی موت کی فریاد ہم جبریل سے کریں گے۔

آپ کی چچی جنابہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے متعلق بہت اشعار ایسے پڑھے جن میں آپ کو ندامتی۔ اور انہوں نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی موعودگی میں یہ اشعار پڑھے، اور کسی ایک صحابی نے بھی انکار نہیں کیا۔ ان میں سے ایک شعر یہ ہے:۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْتَ رِسَالُنَا - وَكُنْتَ بِنَا بَرًا وَأَوْفَى لَنَا جَانِيًا

ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ کے رسول! آپ ہماری امید کی جگہ ہیں۔ اور آپ ہمارے محسن ہیں اور ہم پر جفا کرنے والے نہیں تھے۔

امام بخاری نے اپنی صحیح میں ام العلاء سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ عثمان بن مظعون ہمارے پاس رہے۔ بیمار ہو گئے، اور ہم نے ان کی تیمارداری کی۔ یہاں تک کہ فوت ہو گئے، ہم نے ان کو انہی کے کپڑوں میں لپیٹ دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے کہا: لقد رحمتك الله ابا السائب۔ ترجمہ: اے ابا السائب اللہ تعالیٰ تجھے پر رحم کرے۔ الخ اس حدیث سے تمام مردوں کو ندامت کرنے کا جواز ثابت ہوا ہے۔ نیز علامہ عینی نے بخاری شریف کی تشریح میں بھی انکی تصریح کی ہے۔

طبرانی نے ابی امامہ سے روایت کی ہے کہ دفن کرنے کے بعد میت کو ان الفاظ سے تلقین کرے۔ اے عبد اللہ بن امتی اللہ، وہ عہد یاد کر کہ جس پر تو اس دنیا سے چلے۔ تو گواہی دے ان شاء اللہ الا اللہ وحدك لا شريك له وان محمدًا عبده

یعنی یا ابا السائب، بحدف حرف الزاء، وهذا كقیتیم، لے اسمہ، بر الدین۔

ورسولہ میں اللہ کی توحید پر، اسلام کے دین ہونے پر، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر راضی ہوں۔ الحدیث پس اس حدیث سے بھی میت کو ندا کرنا ثابت ہے۔

اہل سنت و جماعت کے نزدیک شرعاً و عقلاً دنیا میں، برزخ میں، اور عقبی میں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے بھی سید و دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ استغاثہ - استعانة - التوسل - التشفع یہ امور جائز ہیں۔ یہودی مومنین کے منقول اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَكَانُوا يُسْتَفْتُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا الْآيَةَ۔ ترجمہ:- اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر شرخ لگتے تھے۔ پ - ع التفسیر قالان اور دوسری تفاسیر میں موجود ہے یعنی کافوا قبل مبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم یستنصرون اللہ علی مشرک العرب فی الحروب؛ ویقولون اللہ انصرنا بالنبی المبعوث فی آخر الزمان الذی نجد صفته فی التورات فیینصرون انتہی ترجمہ: حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے جبکہ کفار مکہ اور یمن یہودیوں کے درمیان لڑائیاں چھڑجاتیں تو مومن یہود کفار مکہ پر اللہ تعالیٰ سے فتح طلب کرتے ہوئے ان الفاظ کے ساتھ دعا کرتے کہ اے اللہ اس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل جو آخر زمانہ میں مبعوث ہوگا، جس کی صفت ہم نے توراہ میں پائی ہے

لہ فریاد سی جاہنا۔ اے مدد طلب کرنا۔ اے وسیلہ بناؤ۔ اے شفیع بناؤ۔

ہم کہ فتح عطا فرما۔ پس وہ فتحیاب ہو جائے۔ "فتح الرحمن فی ترجمۃ القرآن میں ہے، کہ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے پہلے خیبر کے یہودی عطفان کے ساتھ لڑتے تھے تو اللہ سے ان الفاظ کے ساتھ فتح طلب کرتے۔ اللہم افتح لنا وانصرنا علی اعدائنا الکافرین بحق محمد النبی الموعود فی آخر الزمان۔ ترجمہ:- اے اللہ تعالیٰ! ہمارے کافر دشمنوں پر حسرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو آخری زمانہ کے نبی موعود ہیں، کی برکت سے میں فتح عطا فرما دو، ہماری مدد کر۔" پس آپ کے وسیلہ سے انکو اللہ تعالیٰ فتح نصیب فرمایا کرتا تھا۔

ارادیت صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا توسل حضرت آدم علیہ السلام نے بھی کیا ہے۔ حاکم نے اپنی مستدرک میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس وقت آدم علیہ السلام سے (بظاہر) خطا سرزد ہوئی، تو حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی یَا رَبِّ اسْتَلْکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم مَا غَفَرْتَ لِي۔ اے اللہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے آپ سے سوال کرتا ہوں، کہ آپ مجھے بخش دیں۔ فَقَالَ اللہُ يَا آدَمُ اِنَّه لَاحِبُ الْخَلْقِ اِنِّیْ اِذَا سَأَلْتَنِیْ بِحَقِّہِ فَقَدْ غَفَرْتُ لَنْفِ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ لَمَا خَلَقْتُکَ، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے آدم میری تمام مخلوق میں جس کا وسیلہ تو نے دیا ہے۔ مجھے بہت ہی زیادہ محبوب ہے، اگر محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم)

نہ ہوتے تو تجھے بھی پیدا نہ فرماتا۔

اگر نام محمد را نیاوردے شیخ آدم
نہ آدم یافتے تو بہ نہ نوح از غرق نجینا

علامہ ابن حجر کی فرمائے ہیں۔ کہ بحقیقہ سے مراد حضور کا وہ مرتبہ اور مقام ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں آپ کو حاصل ہے۔ اس حدیث کو سہیتی نے بھی اسناد صحیحہ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ علامہ ذہبی نے فرمایا ہے کہ اس بات کو اپنے پرانے ٹھہرائے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجسمہ نور و ہدایت ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دنیا میں تشریف لانے کے بعد کی زندگی مبارک میں آپ صمد و طلب کرنا واقع اور ثابت ہے۔ استعانت کے ثبوت میں یہ ایک روایت کافی ہے جو کہ ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، اور حاکم نے کی ہے عثمان بن حنیف سے انہوں نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے یعنی اس کی اسناد کو صحیح کہا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک اندھا آیا فقال ادع اللہ تعالیٰ ان یعافینی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان شئت دعوت لك وان شئت صبرت لك فهو خير لك قال فادع اللہ فامرہ ان يتوضا ويحسن وضوءه ويصلي ركعتين ويدعو بهذا الدعاء اللهم اني استنك واتوجه اليك بنبيك نبى الرحمة يا محمد اني توجهت بك الى ربى في حاجتى

فتقضى اللهم فشفعه في وفى رواية قال ان كان لك حاجة فمثل ذلك قال عثمان بن حنيف فوالله ما تقفنا حتى دخل علينا الرجل كان لم يكن به ضرر قط. ترجمہ۔ عرض کی لے اللہ کے پیارے رسول میرے لئے خداوند تعالیٰ کے حضور میں دعا فرمائیں کہ مجھ کو شفا بخشے یعنی (بنا ہو جاؤں) حضور سرور کونین نے فرمایا کہ اگر تم بینائی کے لئے دعا کرنا چاہتے ہو، تو میں دعا کروں گا۔ اگر تم صبر کرو تو وہ تمہارے لئے اچھا ہوگا۔ اس صحابی نے عرض کی کیا رسول اللہ آپ دعا فرمائیے پھر حضور نے اسے ارشاد فرمایا، کہ اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز نفل پڑھو اور بعد از فراغت یہ دعا پڑھو یہ اے اللہ تعالیٰ میں تیرے دربار میں اپنا سوال اس طرح پیش کرتا ہوں۔ کہ تیرے صیب پاک جو کہ رحمتہ للعالمین ہیں، وسیلہ پیش کرتا ہوں، اور اے اللہ کے پیارے رسول (محمد) صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنی اس حاجت کے بارے میں آپ کو اپنے رب کے ہاں وسیلہ گردانا ہے پس آپ پورا کر دیں۔ اے میرے اللہ میری اس حاجت کے بارے میں ان کی ذات پاک کو شیخ بنا دے۔

اور ایک روایت میں اس طرح وارد ہوا ہے کہ اگر تم کو کوئی حاجت پیش آ جاوے، تو انہیں الفاظ سے دعا مانگو، حضرت عثمان بن حنیف فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ اس آدمی کو ہم سے رخصت ہوئے کچھ نہیں

لگی تھی کہ وہی شخص ہمارے پاس اس حالت میں واپس آیا کہ اُس پر ناہینائی کا
 عارضہ کبھی لاحق ہی نہیں ہوا تھا۔
 بخاری نے اپنی تاریخ میں اخراج کیا کہ یحییٰ بن یزید نے توجہ کلت بِكَ
 کے معنی اسْتَعْنَتْ بِكَ (یعنی آپ کی ذات بابرکات کے وسیلہ سے میں
 نے مدد طلب کی) کے یس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے ساتھ
 مشکلات کے اوقات میں اپنی امت کے لئے اس حدیث میں ارشاد ہے کہ
 مدد طلب کرے، شفاعت طلب کرے حضور سے صلی اللہ علیہ وسلم وصال
 شریف سے پہلے بھی اور بعد بھی اور اسی طرح جو لوگ آپ سے بظاہر
 غائب ہوں ان کی مشکلات کا ذرا کے ساتھ آسان ہونا بھی ثابت ہے نیز
 اسی روایت کی وہ روایت بھی تصدیق کرتی ہے جو بیہقی اور طبرانی نے
 عثمان بن حنیف سے نقل کی ہے۔ ان رجلا کان یختلف الی عثمان
 بن عفان فی حاجة فکان لا یلتفت الیہ ولا ینظر فی حاجة
 ذالک لابن حنیف فقال له توضع وصل رکعتین
 م ماں اللهم انی و اوجه الیک ببیک الخ و تذکرہ حاجتک
 فالطلق الرجل ففعل ذالک ثم اتی باب عثمان بن عفان
 فجاءه البواب حتی اخذ بیده فادخله علی عثمان فاجلسه
 معه علی الطنفة فقال ما حاجتک فذکر حاجته فقتلها له

انتھی۔ ترجمہ:- اور وہ یہ ہے کہ ایک آدمی اپنی حاجت کے لئے حضرت عثمان
 بن عفان کی خدمت میں بار بار حاضر ہوتا تھا۔ اور عثمان بن عفان اسکی طرف
 نہ توجہ سرتاتے تھے اور نہ ہی اس کی حاجت کو سنتے تھے۔ تو اس شخص نے اس
 بات کا شکوہ حضرت ابن حنیف سے کئے کیا۔ انہوں نے اس کو کہا کہ وضو
 کر کے دو رکعت نماز نفل ادا کرو۔ پھر دعا کے لئے یہ کہو، اللھم الخ اور
 اپنی ضرورت کا ذکر کرو۔ پس وہ آدمی چلا گیا۔ اور ایسے ہی کیا۔ پھر حضرت عثمان بن
 عفان رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر حاضر ہوا۔ دربان آیا اور اس کو ہاتھ سے پکڑ کر
 حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے
 اس کو اپنے قریب سے سند پر بٹھا لیا۔ اور فرمایا کہ تمہاری کیا حاجت ہے پس اس
 شخص نے اپنی ضرورت بیان کی تو انہوں نے اس کو پورا کر دیا۔
 آپ کے وصال شریف کے بعد بلا تاخیر مشکل کا آسان ہونا سید دو عالم
 صلی اللہ علیہ وسلم کی استغاثت سے حاصل ہوتا ہے۔ ابو سعید سمعیانی بعض مافلان
 حدیث سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر سے یہ روایت ہے انہ قال جاء
 اعرابی بعد دفنه صلی اللہ علیہ وسلم بثلاثة ايام الی قبره
 المشرف فصرخ بنفسه علی القبر وقال فیما انزل اللہ علیک
 قوله تعالیٰ ولوانہم اذ ظلموا انفسہم جاءواک فاستغفروا اللہ
 واستغفر لهم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما۔ وقد ظلمت

نفسی وجبتك لتستغفرلی الی ربی۔ فنودی من القبر
 المشرف ان قد غفرك انتھی "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
 وصال شریف کے تین دن کے بعد ایک اعرابی آپ کے مزار پر انوار پر حاضر
 ہوا۔ پس قبر شریف سے لپٹ گیا۔ اور عرض کرنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے
 حق میں یہ آیت نازل کی ہے۔ "اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے
 محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں۔ پھر اللہ سے معافی چاہیں۔ اور رسول بھی
 شفاعت فرمائے۔ تو نور اللہ کو بہت نوبہ قبول کرنے والا ہریان پائیں۔"
 پھر ع ۶ اور تحقیق میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے۔ اور آپ کی خدمت
 اقدس میں آگیا ہوں۔ تاکہ آپ اپنے رب تعالیٰ کے حضور میں میری بخشش طلب
 کریں پس آپ کی قبر مبارک سے ندا آئی یہ کہ تجھے بخش دیا۔ اور حضور صلی
 اللہ علیہ وسلم کی نجات مبارک مع وجود پاک پر نص قطعی ہے۔ اور قبر شریف میں
 اس وجود اطہر کے ساتھ حیات جسمانی حقیقی دنیوی کے طور پر اہل سنت و
 جماعت کا کلی اتفاق ہے۔ (مزید تحقیق آگے بیان کی جائے گی)۔

شیخ علی سمہودی مدنی نے اپنی کتاب خلاصۃ الوقایہ میں اپنے اصحاب سے
 حکایت نقل کی ہے۔ عتی سے، انہوں نے فرمایا۔ کہ میں حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم کے مزار اقدس کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ایک اعرابی آیا۔ اور اس نے
 السلام علیک یا رسول اللہ کہا اور کہا کہ میں نے سنا ہے کہ اللہ

تعالیٰ نے فرمایا ہے ولو انعم اذ ظلموا انفسہم الخ نیز میں آپ کے
 حضور میں اپنے گناہ بخشوانے اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں آپ کی سفارش
 کرنے آیا ہوں۔ اور پھر یہ شعر پڑھے۔

یاخیر من دفنت فی القاع اعظمہ

قد طاب من طیبہن القاع والاکم

اے مجسمہ خیر آپ کا وجود پاک جو اس سر زمین میں مدفون ہے۔ اس کی
 خوشبو سے ٹیلے اور میدان محط ہو گئے ہیں؟

نفسی الفداء لقبور انت ساکنہ

فیہ العفاف والجود والکرم

"اس قبر شریف پر میری جان قربان ہو جس میں آپ جلوہ افروز ہیں۔ اور جس
 میں عفت، بخشش اور عطا ہے۔"

یہ اشعار پڑھنے کے بعد وہ چلا گیا۔ اور مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا۔ میں خواب میں
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔
 اے عتی! اس اعرابی کو بل اور اس کو اس بات کی خوشخبری سنا کہ اللہ تعالیٰ
 نے اس کو بخش دیا۔ جب میں اس کی تلاش میں نکلا تو مجھے نہ ملا۔

ابن ابی شیبہ اسناد صحیحہ کے ساتھ مالک الدارخان، حضرت عمر
 رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق

رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں لوگ تختہ سے دوچار رہے۔ تو حضرت بلال بن حارث نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ استسقی لامتناک فانہم قد اهلکوا لیس اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی امت ہلاک ہو رہی ہے۔ اس کے لئے پانی طلب کیجئے، حضرت بلال کو خواب میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرف فرما کر حکم دیا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جا۔ اور میرا سلام کہہ اور اسکو کہہ تمام امور میں دانائی اور سنجیدگی اختیار کر، نیز یہ بھی کہہ وہ تختہ زدہ لوگ پانی دے دیے گئے۔ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور تمام بات کہہ دی، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ روئے اور کہا کہ یا اللہ میں تو وہی کرتا ہوں جو میرے بس میں ہے۔

دارمی نے اپنی مسند میں ابی الجوزا سے روایت کی ہے کہ اہل مدینہ پر شدید قسم کا فحش پڑا۔ لوگ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں شکایت لے کر آئے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جاؤ اور سید پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی چھت کو اوپر سے گل دائرہ کی شکل میں بھاڑ دو۔ تاکہ آسمان اور چتر کے درمیان چھت نہ رہے۔ ان لوگوں نے اسی طرح کیا۔ بارش ہدی اور تہی ہدی کہ خوب گھاس اگا۔ اونٹ اس طرح فریب ہو گئے گویا کہ چرنی سے کھٹے جاتے تھے۔ اسی لئے اس

بوس کا نام ہی عام الفسق پڑ گیا۔ الفاضل المرغانی نے کہا ہے کہ جب کبھی خشک سالی ہوتی ہے۔ تو اہل مدینہ کا یہی طریقہ ہے۔ شیخ المسہودی المدنی جتھے کہا ہے کہ آج کل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔ تاکہ وجہ مبارک نظر آئے۔ اور یہی طریقہ ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ استغاثہ جائز ہی نہیں بلکہ امر واقع ہے۔ حضور سید البشر، شفیع المحشر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں جو خبر دی ہے مومن کے لئے وہی کافی ہے۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں باب الکسوف میں مرفوعاً روایت کی ہے۔ ان الشمس تند لئویوم القیامۃ فبینا ہم کذالک استغاثوا بآدم ثم بموسیٰ ثم بمحمد فیشفع لیقضی بین الخاق فیومئذ ینبئہ اللہ مقاماً محموداً یحمدہ اهل الجحیم کلہم انتھی ترجمہ: قیامت کے دن جب سورج قریب ہو جائے گا۔ تو اس دن جبکہ لوگ ارجحالت میں ہوں گے۔ کہ وہ پہلے حضرت آدم سے فریاد رسی چاہیں گے۔ پھر حضرت موسیٰ سے، پھر حضور سے، پس حضور شفاعت کریں گے تاکہ اللہ تعالیٰ فیصلہ فرماوے مخلوق میں۔ پھر اسی دن اللہ تعالیٰ حضور کو ایسا مقام محمود عطا فرمائے گا۔ کہ تمام اہل محشر حضور کی تعریف کرنے لگیں گے۔ لہذا تمام امتوں کے لئے آخرت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت

کبریٰ فرماتا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ کرنا ہے۔ اور شفاعت صفری
امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے۔ امام مسلم نے اپنی صحیح میں عبد اللہ
بن عمرو بن العاص سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
دونوں ہاتھ مبارک اٹھا کر فرمایا۔ اللھم امتی امتی ویکلی۔ اے میرے
اللہ میری امت میری امت اور روئے۔ فقال اللہ یا جبرئیل اذ
ہب الی محمد واسئله ما یشیک و هو اعلم :- اللہ تعالیٰ
نے جبرئیل کو حکم دیا۔ کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا
اور ان سے پوچھ کہ آپ کیوں روتے ہیں۔ حالانکہ وہ جانتا ہے پس جبرئیل
آئے پوچھا سو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دی وہ بات جو کبھی تھی۔ کہ اللہ
خوب جانتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
بھیجا۔ اور فرمایا۔ کہ حضور کو کہہ انا سنس ضییک فی اہمتیک ولا تنسک
عنقریب آپ کی امت کے متعلق ہم آپ کو راضی کر دیں گے۔ اور نہ ہی آپ کو
تھکلائیں گے:

امام بخاری نے اپنی کتاب کے باب الغلول میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے
جو روایت کی ہے جس میں "اَلا اَمَلُکَ لَکَ شَیْئاً" فرمایا اس شخص کے لئے
۴۳۲ بخاری شریف نور محمد اصح المطلاع دہلی " میں تیسے لئے کچھ نہیں کرتا،
کیونکہ میں نے تجھے تبلیغ کی تھی " الحدیث باب الغلول

ہے۔ جو قیامت کے دن کہے یا رسول اللہ اغثنی یا رسول اللہ
میری مدد کیجئے۔ (اس سے ملکیت کی نفی نہیں ہوتی) کیونکہ امام قسطلانی
نے فرمایا ہے۔ کہ میں تیری مشغرت کے لئے نہیں ہوں۔ اور یہ بھی انتہائی ہرج
کی بنا پر فرمایا۔ ورنہ آپ گنہگاروں کے لئے صاحب شفاعت ہیں۔ اور کیوں
نہ ہوں جبکہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ بِشَفَاعَتِي لِأَهْلِ الْكِبَايَرِ مِنْ
أُمَّتِي، یعنی میری شفاعت ان لوگوں کے لئے جو میری امت میں گناہ کبیرہ
کرتے ہیں۔ اس حدیث کو ابو داؤد، ترمذی، حاکم اور ان کے علاوہ دوسرے
محدثین نے بھی ذکر کیا ہے۔ اور جو روایت محمد کبیر میں طبرانی نے حضور صلی اللہ
علیہ وسلم سے نقل کی ہے " کہ وہ مجھ سے مدد نہیں چاہیں گے۔ اور سوائے اس
کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ سے مدد چاہیں گے؟ یہاں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کافی کرنا ان باتوں کا ہے، جو آپ کی بشری طاقت کے تحت نہیں ہیں۔ جیسے
گناہوں کا بخشنا، ارشاد حدیث داؤدی ہے۔ وَمَنْ يَعْتَدِ الذَّنْبَ
إِلَّا اللَّهُ ط

مسلمان کی شان کے یہ بات مناسب ہی نہیں ہے۔ کہ وہ الہ تمام امور میں
جو کہ سید پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لائق ہیں اور آپ کے زیرِ نواہت ہیں۔ اور
جو کہ آپ کے منصب شریف کے متعلق ہیں۔ اور آپ کے تصرف منبہض
کے تحت ہیں۔ کسی قسم کی گفتگو کرے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے سارے

زمین کے جملہ خزانوں کی تمام چابیاں صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ تصرف میں عطا فرما کر آپ کو (صلی اللہ علیہ وسلم) تمام کائنات میں تقسیم کرنے کے اختیارِ مہرمت فرمائے۔

امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے وہ چیز عطا کی گئی ہے۔ کہ جو مجھ سے انبیاء کرام گزر چکے ہیں۔ ان میں سے کسی کو بھی وہ نہیں دی گئی۔ نیز تمام روئے زمین کے خزانوں کا تصرف مجھے دیا گیا۔ علامہ عظیمی نے تصریح کے ساتھ لکھا ہے۔ کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

حاکم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ابوالقاسم ہوں۔ اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم کرتا کرتا ہوں۔ اور یہ حدیث بھی صحیح ہے۔ علامہ عزیزی نے اسکی تصریح فرمائی۔ حضرت علامہ قسطلانی نے اس کی شرح میں فرمایا۔ کہ بعض علماء نے ”خزائن الارض“ سے ”جہان کے اند ہر شے“ مراد لی ہے۔ یعنی تمام چیزوں کے خزانے جو کہ جہان میں ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کئے گئے ہیں۔ تاکہ حسبِ مشیت و طلب ہر ایک کو تقسیم فرماویں۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ مہرمت فرمایا، اور آپ کو جو جو نعمات سے سرفراز فرمایا اپنی مخلوقات میں سے کسی کو بھی نہیں دیئے جیسے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سید المرسلین ہونا۔

خاتم النبیین ہونا۔ (یعنی تمام انبیاء سے آخری ہونا، قیامت کے دن رب العالمین کے حضور میں تمام امتوں کا شفاعت کرنے والا ہونا۔ وغیرہ وغیرہ۔

وصال کے بعد قبل از حشر قبر کی زندگی میں تمام انبیاء برابر ہیں۔ علامہ جلال الدین سیوطی اپنی کتاب مستطاب انبیاء الاذکیاء بحیات الانبیاء میں فرماتے ہیں۔ کہ احادیث متواترہ اور علم قطعی سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و انبیاء کرام کی زندگی ہمارے علماء (علماء اہل سنت و جماعت) کے نزدیک دلائل سے ثابت ہے۔ جیسا کہ امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گزرے، اس حال میں کہ حضرت علیہ السلام اپنی قبر خرابی میں نماز پڑھ رہے تھے، نیز اس حدیث کو ابوالنعیم نے ابن الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

ابن ابی یعلیٰ نے اپنی مسند میں اور بیہقی نے اپنی کتاب حیوۃ الانبیاء میں حضرت انس سے روایت کی ہے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ انبیاء کرام زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔ نیز ابوداؤد ابیہقی نے اس الشقی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”یقیناً اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے۔ کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔“ بیہقی نے کہا۔ کہ انبیاء کے وصال کرنے کے بعد ان کی زندگی ثابت کرنے کیلئے

دلائل موجود ہیں۔ چنانچہ واقعہ معراج بیان کرتے ہوئے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جماعت انبیاء میں ہر ایک جماعت کو ملے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے گفتگو کی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت ابراہیم شہیم السلام کو کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھا پس جب نماز کا وقت آیا، تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی امت کے فرائض بھی پڑھام دیئے۔ ابن حبان نے اپنی صحیح میں اس بن اوس سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ یقیناً تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ پس مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔ صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ہمارا درود آپ پر کس طرح پیش کیا جائے گا جبکہ آپ مٹی ہیں ہوں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلٰی الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ یعنی اللہ تعالیٰ انبیاء کے اجساد کا کھانا زمین پر حرام کر دیا ہے۔

ابن ماجہ نے ابی الدرداء سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ کہ ہر ایک کا درود جس وقت وہ درود پڑھنے سے فارغ ہوتا ہے۔ مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے پوچھا حضور آپ کے وصال فرملنے کے بعد بھی پیش کیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں یقیناً اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے اجساد کا کھانا حرام کر دیا ہے۔ اللہ کے انبیاء زندہ رہتے ہیں۔ جبھی انبیاء وصال کرتے ہیں یعنی بعد

اس کے ان پر ایک آن کے لئے موت طاری ہوتی ہے۔ ان کے ارواح مقبرہ ان پر لوٹا دینے جاتے ہیں۔ اور ان کی زندگی شہدائی کی زندگی کی طرح ہوتی ہے۔ (یہاں پر ابن ماجہ کا کلام ختم ہوتا ہے۔)

امام قرطبی نے تذکرہ میں لکھا ہے، کہ یہ بات قطعاً صحیح ہے۔ کہ انبیاء کے جسموں کو زمین نہیں کھاتی۔ معراج کی رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس میں تمام انبیاء سے ملے۔ جس جس نے آپ کو سلام کیا۔ آپ نے ہر ایک کو سلام کا جواب دیا۔ سوائے اس کے اور بھی بہت سے دلائل ہیں۔ جن سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ انبیاء کرام کے وصال کا یہ مطلب ہے۔ کہ وہ ہم سے غائب ہیں۔ اس حیثیت سے کہ انکو ہماری

سلہ انبیاء کرام کی زندگی شہداء کی طرح نہیں ہوتی۔ کیونکہ ان کی زندگی معنوی روحانی ہے۔ اور انبیاء کرام کی زندگی دنیوی حقیقی اور جسمی ہے جیسا کہ فریح محقق علی الاطلاق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ رحمۃ اللہ الباری اپنی کتاب مطالب المستعجابات شرح مشکوٰۃ میں فرمایا حیات انبیاء متفق علیہ است۔ صحیح کس را دو سے خلافت نیست، حیات جسمانی حقیقی دنیوی نہ حیات روحانی معنوی چنانکہ شہدارا است انتھی۔ صاحب مظاہر حق شرح مشکوٰۃ شریف ص ۱۰۱ اول صفحہ ۲۰۲ میں تحریر فرماتے ہیں۔ اور اخیر حدیث کامل یہ ہے۔ کہ زندہ ہیں انبیاء قبروں میں یہ متفق علیہ ہے کسی کو اس میں اختلاف نہیں۔ کہ انکو در حقیقت جسمانی دنیا کی حیات نہ حیات معنوی روحانی جیسے شہداء کہتے ہیں۔ سوائے انکو اور موت (درجہ) بھی ہیں سلام اور کلام اور عرض (دیش) ہے۔ ان اعمال قرآنی کے بعض ایام میں۔

آنھیں نہیں پاتیں، اگرچہ وہ زندہ موجود ہیں فرشتوں کی طرح۔ پس جس طرح فرشتے زندہ موجود ہیں۔ ہم میں سے ان کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ مگر اللہ تعالیٰ جسکو مخصوص کرے اپنی کرامت کے ساتھ۔ انتھی (لہذا انبیاء کرام) بھی اسی طرح زندہ موجود ہیں، مگر انہیں ہم نہیں دیکھ سکتے۔

شیخ تقی الدین سبکی نے فرمایا ہے۔ کہ انبیاء اور شہداء کی قبر کی زندگی بعینہہ دنیوی زندگی کی طرح ہے۔ اور اس پر موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا ثبوت کے لئے کافی ہے۔ چونکہ نماز پڑھنے کے لئے جسم ضروری ہے۔ اور معراج شریفینا کی رات یہ تمام صفتیں انبیاء کرام میں کلی طور پر موجود تھیں لہذا ان کی حیات ثابت ہے۔

جناب شیخ علی القاری درۃ المفیئۃ فی زیارات المصطفویۃ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مجبور علماء کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ (موت کے بعد) شہداء کی زندگی حقیقی زندگی ہوتی ہے۔ ایک قول تو یہ ہے کہ یہ زندگی روح کے لئے ہے۔ اور دوسرا قول یہ بھی ہے۔ کہ یہ زندگی جسم کے لئے بھی ہے۔ اس لحاظ سے ان کا جسم گلتا نظر نہیں۔ اور ان کے بدن میں خون کی موجودگی اور بدن کی تازگی جیسی علامتیں موجود ہوتی ہیں۔ جن کا مشاہدہ کیا گیا ہے۔

علامہ سیوطی فرماتے ہیں۔ کہ ان تمام احادیث سے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات جسم اقدس اور روح مبارک کے ساتھ اسی ہیئت کے

ساتھ جس طرح وصال سے پہلے آپ کا وجود پاک تھا بغیر کسی تبدیلی کے ثابت ہے۔ علامہ شیخ علی القاری درۃ المفیئۃ میں فرماتے ہیں۔ کہ ان احادیث سے جان لیا گیا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ ہیں۔ ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ اور ان کا جسم زمین نہیں کھا سکتی۔ اور تمام انبیاء بھی اسی طرح زندہ ہیں۔ نیز تمام علماء کا اس پر اجماع ہے۔ پس ثابت ہو گیا۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مبارک میں کوئی اور کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اور اپنی قبر خرابیت میں زندہ ہیں جیسا کہ دنیا میں زندہ تھے۔

احمد ترمذی، اور ابن ماجہ نے ابی ذر غفاری سے روایت کی ہے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں وہ چیز دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے۔ اور وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دنیا میں خلاف عادت دیکھنے اور سننے کی ایک خاص کیفیت تھی جس پر یہ حدیث ناسخ ہے۔ اس بارے میں بہت احادیث موجود ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بطور مجزہ کے وہ سب کچھ سن سکتے تھے۔ جو تم نہیں سن سکتے ہو۔ اور وہ سب کچھ دیکھ سکتے تھے جو تم نہیں دیکھ سکتے ہو۔

بخاری شریف میں اسماء بنت ابی بکر بن الصدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک بار) حمد و ثنا بیان کرنے کے

بعد فرمایا: کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو میں نے نہ دیکھی ہو۔ مگر دیکھ لیا میں نے اسکو
اس جگہ یہاں تک کہ جنت اور جہنم کو بھی دیکھ لیا۔“

بخاری شریف میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے جنت کو دیکھا اور انکو لیا۔ اور اگر میں اس کو لے لیتا
تو تم ضرور اس سے کھاتے رہتے۔ اور وہ ختم نہ ہوتا۔ مجھ کو جہنم دکھائی گئی آج
ایسا ڈرانا منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ میں نے اکثر عورتوں کو جہنم میں دیکھا۔
عرض کیا کیا کیوں اے اللہ کے رسول! فرمایا اچھے کفر کے سبب عرض کیا گیا، کیا
وہ اللہ کا انکار کرتی ہیں۔ ارشاد فرمایا وہ اپنے خاوندوں کی نافرمانی کرتی ہیں۔“

عقبہ بن عامر سے روایت ہے۔ کہ فرمایا: میں تمہارا پر اول (فرط) ہوں۔
اور تم پر حاضر ہوں بے شک تمہارے ساتھ حوض کا وعدہ کیا گیا ہے اور بلاریب
میں اس جگہ سے حوض کو دیکھ رہا ہوں۔“

مسلم اور ترمذی میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ میں معراج کو راتوں رات لے جایا گیا۔ تو قریش
مجھے جھٹلایا۔ اس وقت میں حجر (حطیم) کے قریب کھڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے
بیت المقدس کو میرے سامنے لا کر کھڑا کر دیا۔ میں نے ان کی پوچھی ہوئی تمام
نشانیاں بتانی شروع کر دیں۔ گویا اس کو میں اب بھی دیکھ رہا ہوں۔

بخاری شریف میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میرے اس قبلہ کو دیکھتے ہو، فواللہ لا
يُخْفِي عَلَيَّ خَشْوَعُكُمْ وَلَا رُكُوعُكُمْ لِي لَا رَاكُمُ مِنْ وَّرَائِ ظَهْرِي اللّٰهُ
کی قسم ہے کہ (ناز میں) تمہاری قلبی کیفیت اور حالت اور تمہارا رکوع بھی مجھ
سے چھپا ہوا نہیں ہے۔ میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی ضرور دیکھتا ہوں۔“
اہم یہی تھی نے دلائل النبوة میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے
کہ وہ فرماتے ہیں كَانَتْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرَى بِاللَّيْلِ
فِي الظُّلْمَةِ كَمَا يَرَى بِالنَّهَارِ فِي الصُّوْرِ سَيِّدَ دُوْعَالَمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ جِسْرَ طَرِيقِ دُنْيَا رُشْنِي فِي دِيْنِي دِيْنِي فِي رُشْنِي فِي دِيْنِي دِيْنِي فِي رُشْنِي فِي دِيْنِي
کسی قسم کی روشنی کے ہر ایک چیز کو دیکھا کرتے تھے۔ شیخ علامہ محمد الحنفی نے
شرح میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت بصارت کو
کامل فرمایا۔

سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بطور معجزہ سننا بھی بہت سی اعلیٰ
سے ثابت ہے۔

بخاری شریف میں حضور کا ارشاد ہے، فرماتے ہیں: مجھے یہاں تک چڑھایا
گیا کہ میں استویٰ تک پہنچا۔ اَسْمَحُ هَرِيرَ الْاَفْلَامِ کہ میں قلم (الہی) کی
آواز سن رہا ہوں۔“

مسلم شریف میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جبرئیل ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب بیٹھے تھے، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف سے ایک آواز سنی، اور سر اقدس اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا۔ فَقَالَ جِبْرِئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ هَذَا ابَابُ مِنَ السَّمَاءِ فَتَحَ الْيَوْمَ لَمْ يَفْتَحْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ آسمان کے دروازوں میں سے یہ ایک وہ دروازہ ہے جو آج کے دن ہی کھولا گیا ہے۔ اس سے پیشتر کبھی بھی نہیں کھولا گیا تھا؟

ابن مردویسی نے اپنی تفسیر میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آسمان (جو بجز کثرت ملائکہ کے) چرچہ کرنے لگا۔ اوس اس کو چرچہ کرنا چاہیے تھا۔ مجھے تم ہے اس ذات مقدس کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔ آسمان میں ایک بالشت جبرئیلی جگہ نہیں جہاں ایک نہ ایک فرشتہ سجدہ کناں نہ ہو۔

شعب الایمان میں یہی ہے اس حدیث کو اخراج کیا ہے کہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری قبر کے پاس جو مجھ پر درود پڑھتا ہے۔ میں اس کے درود کو خود سنتا ہوں۔ اور جو شخص دو رکعت سے مجھ پر درود پڑھتا ہے تو وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس

نے جمعہ کے دن اور رات پچھتر بار درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس کی سوسوویتیں پوری کرتا ہے۔ ستر آخرتہ میں اور دنیا میں اس درود پر ایک فرشتہ مقرر فرماتا ہے جو اس درود کو قبر میں لے جاتا ہے اسی طرح میرے پیش کرتا ہے جس طرح تمہارے لئے کوئی دوست تحفہ تحائف پیش کرتا ہے۔ وہ فرشتہ مجھے بتاتا ہے، کہ درود پڑھنے والے کا کیا نام ہے۔ اس کا نسب کیا ہے۔ اس کا قبیلہ کیا ہے۔

پھر میں اس کو اپنے پاس روشن کتاب میں درج کر لیتا ہوں۔ اور ایک روایت میں الفاظ زیادہ ہیں۔ إِنَّ عَلَيَّ نَبْعًا الْمَوْتِ كَعَلَيَّ فِي الْحَيَاةِ الْوَيْثِ ترجمہ۔ وصال شریف کے بعد میرا علم ایسا ہی ہوگا جیسا کہ زندگی میں تھا۔

شیخ محمد عابد السندھی نے اپنی شرح مسند امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں کہا کہ علمائے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔ اپنی زیارت کرنے والوں کو پہچانتے ہیں۔ اس کی طرف دیکھتے ہیں۔ اس پر خبردار ہیں۔ بسا اوقات اللہ تعالیٰ زائر کے دل کی خبر آپ کو دیتا ہے۔ اور جو کچھ اس کے دل میں ہے اس کی بھی اطلاع دیتا ہے۔ اور جس کو یہ حضوری حاصل ہو وہ ہر کمال کے ساتھ مزین ہے۔

شیخ علی القاری نے کتاب مستطاب عین العلم اور دة المفیستغزیرة المصطفویہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ کہ آپ کی امت میں سے جو امتی آپ کی قبر مبارک پر حاضر نہ ہو سکتے ہوں اور آپ پر

سلام صحیحین تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو مقرر کیا ہے، جو آپ کو وہ سلام
آپ کی قبر شریف میں پہنچا دیتا ہے پس تو خوب سمجھ لے کہ ان احادیث سے
معلوم ہو گیا ہے، کہ آپ ہمیشگی کے ساتھ زندہ ہیں یہ بات عاۃً محال ہے کہ
دنیا میں کوئی وقت بھی ایسا نہیں کہ سلام صحیحین والے آپ پر سلام بھیج رہے
ہوں چاہے دن ہو رات، لہذا ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ حضور صلی
اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔ اور ان کے جسم اطہر کو زمین نہیں کھا سکتی
اور اسی طرح تمام نامیہا کا حال ہے اور اسی پر اجماع ہے۔ اٹھی۔ اور حضرت
علی القاری رحمۃ اللہ الباری نے فرمایا، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت شریف
کے عظیم ترین فوائد میں سے ایک یہ فائدہ ہے۔ کہ حضور کی زیارت شریف کرنے
والا جب دُوسرے درود و سلام پڑھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ذریعہ
سے یہ درود و سلام پہنچتا ہے۔

ابن ابی شیبہ اور دوسرے راویوں نے اسناد جید کے ساتھ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ فرمایا، جس شخص نے میری قبر کے نزدیک مجھ پر درود
پڑھا تو میں اس کو سنتا ہوں، اور جس شخص نے مجھ پر دُوسرے درود پڑھا وہ
مجھے پہنچا جاتا ہے۔ (شیخ علی القاری کا کلام یہاں ختم ہوتا ہے)
مندرجہ بالا حدیث میں سلام کا ذکر نہیں صرف درود کا ذکر ہے مگر ابو داؤد
نے اسناد صحیح کے ساتھ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ رُوحِي فِيهِ
حَتَّىٰ أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ "کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو مجھ پر سلام بھیجتا ہو
مگر اللہ نے مجھ پر میری روح لوٹائی ہے۔ تاکہ میں اس کو سلام کا جواب دوں۔"
بعض اوقات اس حدیث میں روح کا جادوس سے جدا ہونا منسوخ ہوتا ہے۔ یہ
کوئی تردید کی بات نہیں کیونکہ گذشتہ احادیث بھی اس وہم کے مخالف ہیں نیز
میں نے اس وہم کے متعلق کئی بار سوچا، تو مجھ پر اللہ تعالیٰ نے کئی طریقوں سے
اس اشکال کو حل فرمایا ہے ان میں سے زیادہ قوی جواب یہ ہے۔ کہ حضور صلی
اللہ علیہ وسلم کا ارشاد رَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ رُوحِي (اللہ تعالیٰ نے مجھ پر میری روح
لوٹائی ہے) جملہ حالیہ ہے، اور جس وقت حال فعل ماضی میں واقع ہوتا تو لفظ قَدْ
منفرد ہوتا ہے۔ جیسا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اَوْجَاوْا لَمْ حَصْرَتْ صُدُورُكُمْ
يَعْنِي قَدْ حَصْرَتْ، اسی طرح یہاں بھی قَدْ منفرد کیا جائے گا۔ اور یہ
جملہ (رَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ رُوحِي) لفظ سلام سے پہلے ماضیہ ہے، اور ہر ایک سلام
بھیجنے والے کے سلام سے پہلے واقع ہے اور کلمہ حتیٰ جملہ سے تعلیل کے لئے نہیں
بلکہ عطف ہے۔ واو کے معنی میں پس حدیث کی تقدیر یوں ہوگی۔ مَا مِنْ أَحَدٍ
يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا قَدْ رَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ رُوحِي قَبْلَ ذَلِكَ السَّلَامِ وَأَرَدَّ
عَلَيْهِ۔ لہذا یہ تو جہم جو ہم نے بیان کی ہے۔ اس سے یہ اشکال خود بخود ختم
ہو جاتا ہے۔ بلحاظ معنی اس قول کی تائید اس طرح بھی ہوتی ہے۔ کہ رَدَّ کے

معنی حال یا استقبال کے ہوں۔ تو مسلمانوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام رکّہ کے تکرار سے لازم آتا ہے۔ نیز تکرار رکّہ روح اور بدن کی جدائی کو مستلزم ہے۔ اس جدائی پر دو اشکال وارد ہوتے ہیں۔ پہلا یہ کہ جبکہ مبارک کو روح مبارک کے نکلنے سے تکلیف کا ہونا۔ اور دوسرا یہ کہ تکرار رکّہ قرآن مجید کے صریحاً مخالف ہے کیوں کہ دو موتیں اور دو زندگیاں قرآن مجید سے ثابت ہیں۔ اور یہ تکرار رکّہ بہت موتوں کو مستلزم ہے۔ اسی باطل ہے۔ نیز یہ بات احادیث متواترہ گذشتہ کے بھی مخالف ہے۔ اور جو بات قرآن مجید اور احادیث متواترہ سے مخالف ہو تو اس کی تاویل واجب ہو جاتی ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ یہ حدیث وجہ مذکور پر محمول کی جائے۔ پھر علامہ سیوطی نے کتاب انبیاء بسمیاء الانبیاء کے آخر میں فرمایا کہ میں نے اس حدیث کو لفظ قَدْ کے ساتھ کتاب حیات الانبیاء (جو کہ ہیتی نے لکھی ہے) میں دیکھا ہے (الَّذِنَّ رَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ رُوحِي) پس یہاں پر لفظ قَدْ تصریحاً موجود ہے۔ جب وہاں پر یہ عبارت دیکھی تو میں نے اللہ تعالیٰ کی بہت ہی تعریف کی، نیز یہ بات بھی قوی ہے۔ کہ لفظ قَدْ کا حذف اس کے اثناء پر محمول ہے۔ اور یہ کہ قَدْ کا حذف کرتا تصرف رفاة میں سے ہے۔ پس مراد اس حدیث کی جس پر اخبار موجود ہیں۔ (اِنَّ اللّٰهَ يَرُدُّ اِلَيْكَ رُوحَكَ بَعْدَ الْمَوْتِ) لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہمیش کے لئے زندہ ہو گئے۔ اس لئے اگر کوئی

آپ پر سلام بھیجے تو آپ بھی صلی اللہ علیہ وسلم بسبب اس زندگی مبارک کے جو آپ میں موجود ہے۔ اس پر رد سلام کرتے ہیں۔ پس یہ حدیث ان متسام احادیث کے موافق ہو گئی جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قبر شریف میں زندہ ہونا بیان کیا گیا ہے۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالْمُنَّةُ يٰہَا پر علامہ سیوطی کا کلام ختم ہوتا ہے۔

الورقة المضيئة في الزيارة المصطفوية في شرح علي القاري فرماتے ہیں کہ امام احمد نے اس حدیث کو ابن قدامہ سے ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ "مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي" اگر یہ ثابت ہو جائے کہ سلام کرنے والے کے لئے قبر شریف کے قریب فضیلت کی خصوصیت کی کو حق دلیل ہے۔ اور اگر نہیں تو وجہ قبر شریف کے روبرو ہونیکے سلام عرض کرنے والے کو بغیر واسطے کے سلام کے خطاب اور جواب سے ممتاز کیا گیا ہے۔ خلاصۃ الروایین حضرت امام سہودی مدنی نے فرمایا کہ اگر مسئلہ مذکورہ ثابت ہو تو بہتر۔ ورنہ یہ تو صحیح ہے کہ قبر شریف کے پاس رہ کر سلام کرنے والا آمنے سامنے ہونے کی بنا پر ممتاز ہوا۔ اس خطاب کے ساتھ جو مستدعی ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو جواب سے سرفراز فرمائیں گے۔

امام بخاری کے اکابر مشائخ سے ایک شیخ جناب حضرت عبداللہ المقبری فرماتے ہیں کہ یہ حدیث باب زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یعنی

اِذَا زَارَنِي فَسَلِّمْ عَلَيَّ اَرَدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ " نیز امام سہودی فرماتے ہیں کہ پہلی حدیث کی تائید میں یہ بات بھی ہے کہ عرف عام میں سلام کی حقیقت یہ ہے کہ جس کو سلام کیا جائے وہ سامنے اور قریب ہو۔ اس کو سلام تحیت کہتے ہیں سلام تحیت کا مطلب یہ ہے۔ سلام کرنے والا جواب کا آرزو مند ہے جسکو سلام کیا گیا، وہ خود جواب دے یا قاصد کے ذریعہ، نہ اس سلام کی طرح جس سے ہم دعا کا قصد کریں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے، خواہ وہ بلفظ غیب ہو یا بصیغہ حاضر ہو۔

یہ ہتی نے فرمایا کہ حدیث کا یہ معنی ہے کہ اَلَا قَدْ رَدَّ اللَّهُ مَعِيَ رُوحِي حَتَّى اَرَدْتُ عَلَيْهِ۔ اور بعضوں نے یہ کئے ہیں۔ یہ خطاب ان لوگوں کی فہم کے اندازے کے مطابق ہے۔ کیونکہ البتہ روح کو لوٹانے میں فوری ہے تاکہ سنے گویا کہ فرمایا کہ جیسے سننا چاہیے تھا۔ پوری توجہ کے ساتھ سنتا ہوں۔ اور پوری توجہ کے ساتھ جواب سے سرفراز فرمانا ہوں۔ اور سلام کے جواب دینے پر بھی دلالت کرتا ہے۔ جبکہ سلام کرنے والا سلام کرے۔ اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ سلام کا جواب دینے کے بعد روح قبض ہو جاتی ہے۔ اور اس کا کوئی بھی قائل نہیں۔ کیونکہ اس سے موتوں کا بار بار آنا لازم ہوتا ہے جو کہ غیر محسوس ہے۔

اور جو حدیث نسائی اور دیگر کتابوں میں آئی ہے اِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً

سَيَّاحِينَ فِي الْاَرْضِ يُبَلِّغُ بِي مِنْ اَمْرِي السَّلَامَ۔ اور دیگر احادیث میں ہے کہ عَرَضَ الْمَلَائِكَةُ لِصَلَاةِ الْاُمَّةِ وَسَلَامًا هَاعَلَيْهِ۔ یہ ان اشخاص کے حق میں ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دوسرے سلام بھیجتے ہیں۔

علامہ سیوطی نے اپنی کتاب مستطاب حیات الانبیاء میں لکھا ہے، مراد لی جا سکتی ہے، کہ روح سماعت سے کنایہ ہو، اور حدیث کی مراد لیوں ہوگی کہ رب تبارک و تعالیٰ آپ پر خرق عادت کے طہ پر آپ کو وہ قوت سماع عطا فرماتا ہے۔ کہ جہاں بھی کوئی شخص آپ کی خدمت عالیہ میں ہدیۃ سلام پیش کرتا ہے چاہے وہ دور ہی کہل نہ ہو، بغیر کسی ذریعہ اور واسطہ کے آپ خود اس کو سن لیتے ہیں اور اس سے وہ سماعت مراد نہیں جو عادت کے طور پر ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دنیا میں بھی بطور معجزہ کے بھی سننا ثابت ہے۔ (جو کہ عادی سماعت کے علاوہ ہے) جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کی آواز سنتے تھے۔ اور یہ خرق عادت کبھی کبھی آپ سے الگ بھی ہو جاتی اور اسکے لوٹ آنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہوتی۔ آپ کی برزخ کی زندگی اور دنیوی زندگی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اور انہوں نے اپنی کتاب مستطاب میں فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ اگر ان دونوں سلاموں پر تفضیلاً گفتگو کی جائے تو سلام اول جو کہ سلام تحیت ہے صیغہ مخاطب کے ساتھ کیا جائے گا۔ کیونکہ اس سلام میں جواب طلب کرنے کی استدعا کی جاتی ہے لہذا یہ سلام صیغہ غائب سے مخاطب نہ ہوگا۔

اور اس سلام کو حضور لے لیا کسی واسطے یا ذرا بعد کے بھی سنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں۔ دوسرا سلام دعا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سلام کو اپنی قبر شریف کے قریب سے سنتے ہیں۔ اور دوسرے اس کو فرشتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت آدرس میں پیش کرتا ہے۔ لہذا ان تمام احادیث مختلفہ کو جو کہ پہلے گذر چکی ہیں نہایت ہی اعلیٰ و جہہ تطبیق ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی پر اپنی قبر شریف میں دلالت کرتی ہیں۔ اور اس پر یہ حدیث جو کہ بخاری مسلم اور دوسرے محدثین نے بھی نقل کی ہے۔ **صَلَّى لَنَا فِي الْمَنَامِ فَتَسْبِرَانِي فِي الْيَقُظَةِ - وَلَا يَمْتَلِ الشَّيْطَانُ بِي**

امام ابو محمد بن ابی جبرہ نے اپنی تعلیق میں (جس نے اس بخاری کی حدیث کا انتخاب کیا ہے) کہا ہے کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے۔ اس حدیث سے کہ جس نے مجھے نہیں دیکھا قریب ہے کہ وہ بیداری میں مجھے دیکھے گا۔ اور شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ کیا یہ حدیث آپ کی حیات اور بعد وصال کے عموم کا متعلق ہے؟ یا کہ۔ صرف وصال شریف سے پہلے پر دال ہے! اور کیا ہر شخص کے لئے ہے یا خاص اس شخص کے لئے جس میں اہمیت اور اتباع سنت ہو۔ اس کے بعد فرمایا (جلال الدین سیوطی نے) لفظ عموم پر جاری ہوتا ہے جو شخصیں کا دعویٰ یعنی مختص کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کہے۔ پس وہ حق سے دعا گران ہے اور گمراہی کا خواہاں۔ اور جو شخص اس کا انکار کرتا ہے (یعنی بیداری میں مجھے نہ)

پس وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر ایمان نہ لا کر جاہل بننا ہے۔ اور وہ یقین نہیں رکھتا اس صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کہ وحی الہی سے لیتے ہیں۔ (اس بات کو تو زبر الملک میں علامہ سیوطی نے نقل کیا ہے)

علامہ ابن حجر نے العزیزی سراج المیز مشرح جامع صغیر کے بیان کو نقل کر کے کہا۔ یہ بات بہت ہی مشکل ہے۔ کیونکہ اس بنا پر لازم آتا ہے۔ کہ بیداری میں دیکھنے والے آپ کے صحابہ یوں اور قیامت تک صحابیت کا سلسلہ باقی رہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ملازمہ مستثنا ہے۔ اس لئے کہ صحابیت کے لئے عالم دنیا میں دیکھنا ضروری ہے۔ اور یہ بات وصال شریف سے پہلے حاصل تھی۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وصال کے بعد دیکھنا تو عالم برزخ کی بات ہے اور صحابی ہونا اس سے ثابت نہیں ہوتا۔ اور ائمہ کرام کی ایک جماعت حضور کو بیداری کے عالم میں دیکھنے کے ممکن ہونے اور واقع ہونے کے قائل ہیں۔ علامہ سیوطی نے تو زبر الملک میں لکھا ہے۔ کہ عام لوگوں کے لئے اکثر یہ بات واقع ہوئی ہے کہ ان کی روح (یعنی جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے) جسم سے نہیں نکلتی جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنا شریف کے مطابق ہونے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ نہیں۔ اور جو خاص لوگ ہیں ان کو طویل عمر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی محافظت کے اور بیرونی میں انتہائی کو شخص کرنے کے طفیل اپنے مرتب

کے مطابق زیارت حاصل ہوتی ہے۔
 شیخ محمد الحنفی نے اپنی تعلیقات میں جو جامع صغیر پر ہے۔ اس حدیث سے غافل ہو کر کہا ہے۔ کہ ہم میں سے کوئی ایک ان کو بیداری میں کیسے دیکھ سکتا ہے۔ جبکہ وہ اپنے حجرہ شریفہ میں ہیں حضور کسی ایک کے لئے نہ تو باہر تشریف لاتے ہیں۔ اور نہ ہی آتے ہیں۔ اور اگرچہ ان کے مراتب کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں۔ یعنی وہ کشف کے طور پر دیکھنا ہے نیز اس شخص اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تمام حجابات اٹھ جانے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ سبحانہ اس کو بزرگی سے نوازتا ہے۔

الدر المنظم سے خلاصۃ الوفا میں امام سہودی نے نقل کیا ہے۔ کہ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا۔ تو اپنی امت میں ان کے لئے اپنی رحمت کو چھوڑ دیا۔ کیونکہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے اپنی امت میں قیامت تک رحمت کی دعا کی۔

اور جو حدیث "انا اکرم علی رجب من ان یتروکونی فی قبوی بعد ثلاث" اس حدیث کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اور حدیث ابن ابی لیلیٰ کی "جو یہ ہے۔ ان الانبیاء لایتروکون فی قبورہم بعد الرجین لیلۃ" الحدیث ابن ابی لیلیٰ بہت ہی حافظہ کا

مکور ہے۔ پھر سہودی نے فرمایا ہمارا قطعی یقین ہے۔ کہ زمین کا آپ کے جسم مبارک کا شرف حاصل ہے۔ ہر وقت ہم آپ کی صحبت سے شرف حاصل کر سکتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کے خلاف کوئی دلیل قائم نہ ہو۔

ابن مسیب نے جو سعادت کی ہے۔ کہ مامکت میں بعد الموت فی الارض اکثر من الرجین یوماً۔ الدرة المفضیة میں علامہ علی القاری نے فرمایا۔ کسی نوعیت سے یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

ابن جوزی نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ حجرہ کی رات کو میں نے مسجد نبوی میں دیکھا جبکہ مسجد نبوی میں بغیر میرے کوئی نہیں تھا جس وقت بھی نماز کا وقت آتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف سے اذان کی آواز آتی تھی۔ اور اقامت نماز ہوتی تو میں بھی نماز پڑھتا۔ اس واقعہ کو امام سہودی نے خلاصۃ الوفا میں ذکر کیا ہے۔

ابن حجر عسقلانی کے شاگرد علامہ عبد القادر فاضل کتاب مفاخر الاسلام سے اپنی کتاب میں رسول زيارۃ افضل المرسلین میں اس حدیث کو نقل فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے والا اہم مدینہ منورہ سے کافی دور ہوتا ہے۔ کہ مقررہ فرشتہ زائر کا درود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت آسمان میں حاضر کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ وہ شخص اپنی زیارت کو آ رہا ہے۔ جن کا ہدیہ درود و سلام ہم آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں حضور

ارتش دفرمائی گئے۔ ان کو خوش آمدید کہو۔ جو سوار ہو ان کو میری طرف سے مصافحہ کرو۔ اور پیدل ہو اس کو معاف کر دو۔ اگر مذہبہ منورہ حامل نہ ہوتا۔ تو میں ان کو خود چیل کرتا۔ میں ان کا حق اسٹن پورا رکھنا گا جس دن سوائے میری محبت کے اور کوئی وسیلہ نہ ہوگا۔ انھی

ابو حجرہ نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے سے انکار کرنا بالکل اس لئے انکار کرتا ہے۔ کہ بیداری میں دیکھنے کا منکر ہے۔ جو شخص دنیا کر اہل کرامات کی تصدیق کرتا ہے۔ تو بہتر اور جو شخص کرامات اولیاء کو جھٹلاتا ہے تو اس سے بھوت کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ یقیناً شخص اس چیز کی تکذیب کرتا ہے۔ جو سنت (رسول) سے ثابت ہے۔ نیز اگر یہ تصدیق کرتا ہے تو یہ اسی تصدیق کرنے والے گروہ کے ہے۔ کیونکہ اولیاء کو خرق عادت کے طور پر عالم بالا اور عالم زیرین کے حقائق کھل جاتے ہیں۔ لہذا یہ جب اس کی تصدیق کرتا ہے تو پھر کس طرح (رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کا انکار کرے گا۔ سلف اور خلف سے یقیناً یہ بات آج تک ایسی ہی چلی آ رہی ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں دیکھے گئے ہیں۔ اور وہ لوگ جو اس حدیث کی تصدیق کرتے ہیں۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کے بعد پھر بھی بیداری میں دیکھا ہے۔ اور ان مسائل میں یہ سنت پریشان تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (الانشاء) پڑھا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ان کی پریشانی دور فرما کر اور مشائخ

حل کیے کہ ان کو مطلع فرمایا۔ اور جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر بتایا۔ وہ مسئلہ اسی طرح بغیر کسی قسم کی کمی بیشی کے پورا ہوا۔ (انھی علامتہ) علامہ سیوطی نے بعض جامع سے تحریر کیا ہے۔ کہ جب میرے سہ وارا احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے حج کرنے کے بعد مدینہ منورہ کی حاضری دی، کچھ روز تک کے بعد حجرہ شریف کی طرف سے منوچہ ہو کر یہ اشعار پڑھے۔

فی حالة البعد روحی کنت ارسلاها فقبل الارض عنی ظہنی شامتی
وهذا فؤادہ الاشباح قد حتمت فامد ویدک تخطنی بھاشتی
ترجمہ۔

جب یہ اشعار پڑھے تو سید پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک قبر شریف سے باہر رونق افروز ہوا۔ تو دست مبارک پر سید احمد رفاعی نے بوسہ دیا۔ شیخ برہان الدین البقاعی کہتے ہیں۔ کہ امام ابو الفضل انوری نے مجھے بیان کیا کہ سید نور الدین بخاری کے باپ عقیف الدین جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ پر حاضر ہوئے تو عرض کیا السلام علیک ایھا البی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جو شخص حضور میں حاضر تھا، آپ کی قبر شریف سے اس نے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وعلیک السلام یا ولدی۔ حافظ محب الدین بن البخاری نے اپنی کتاب تاریخ میں کہا ہے کہ مجھے

ابو احمد اود علی بن محمد بن ہبہ اللہ بن سلمہ نے خبر دی ہے کہ
 ابو الفرج المبارک بن عبد اللہ بن محمد المنصور نے ہم سے یہ بات بیان کی کہ
 ہمارے شیخ ابو النصر عبد الواحد بن عبد الملک بن محمد بن ابی سعید الصوفی
 اگر حق نے فرمایا کہ میں نے حج کیا اور حضور کی زیارت سے مشرف ہوا۔ تو حضور
 کے حجرہ مبارکہ کے قریب میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ حضرت شیخ ابو بکر الدیلمی بکری،
 تشریف لائے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئے۔ اور
 عرض کیا۔ السلام علیک یا رسول اللہ، جتنے لوگ وہاں موجود
 تھے۔ ان سب نے سنا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارکہ کے اندر سے
 آواز آئی۔ وعلیک السلام یا ابا بکر، (تمو الملک کی عمارت ختم ہوئی)
 اللہ تعالیٰ کے فضل کا امیدوار محمد ابوب بن محمد لطیف اللہ الحنفی شادری
 اس رسالہ تحفۃ الفضول فی الاستغاثۃ بالرسول جو جمع کرنے والا کہتا ہے۔ جب
 میں چوتھی بار مناسک حج سے فرائض حاصل کر کے مدینہ منورہ کو پہنچا۔
 تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ انور کی طرف منہ کر کے اور قبلہ کی طرف
 بیٹھ کر کھڑا ہوا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں قبولیت
 امید رکھتے ہوئے اس رسالہ کو میں نے تحفہ پیش کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ
 کریم میں اپنے بڑے بڑے گناہوں کی بخشش کے لئے دعا کی۔ کہ اللہ تعالیٰ
 اس رسالہ کو میری بخشش کا اچھا وسیلہ بنا۔ اور یہ کہ 'میداری میں' میں رکوف

و رحیم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھوں۔ اسی طرح جس طرح کہ
 بچپن میں دیدار پُر انوار سے عجیب و خواہج مشرف کیا گیا تھا۔ تاکہ رسول اکرم
 صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تشریف جس میں کسی خلاف نہیں، کی حقانیت
 روشن ہو۔

۱۳۲۸ھ ہجری محرم الحرام کے آخری دن میں پواشت کے وقت
 یہ تحفہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ معلیٰ میں پیش کیا گیا۔

الحمد لله ثم الحمد لله

سگد گاہ عالیہ درویشہ حضرت سید حسن رحمۃ اللہ علیہ قادری

د فقیر محمد امیر شاہ قادری

۲۷ جمادی الآخری ۱۳۸۲ھ ہجری

بروز۔ انوار۔ بوقت ۸ بجکر ۲۰ منٹ عشاء

مورخہ ۲۵ نومبر ۱۹۶۲ء